# امتِ محمدیہ میں نبوت

سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَكَذَٰلِكَ يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا أَتَمَّهَا عَلَىٰ أَبَوَيْكَ مِن قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ پ ۱۲ ع ۱۰

حضرت یوسفؑ کی خواب سن کر ان کے والد فرماتے ہیں کہ ایسا ہی تیرا رب تجھے برگزیدہ کرے گا۔ اور تجھے علم الرؤیا سکھائے گا اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے گا جیسا کہ قبل ازیں تیرے باپ دادا ابراہیمؑ اسحاقؑ پر اپنے اپنی نعمت پوری کی تھی۔ ظاہر ہے کہ ابراہیمؑ و اسحاقؑ پر جس نعمت کے اتمام کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ سوائے نبوت کے کوئی اور چیز نہیں ہو سکتی گویا یتم نعمتہ علیک سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام کی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ تجھے نبوت عطا فرمائیگا۔ گویا قرآنی محاورہ میں کسی پر اتمام نعمت الٰہی سے مراد نبوت ہوتی ہے۔ اب ہم آیت۔ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی یعنی آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا) میں توجہ کرتے ہیں اور لفظ لکم اور علیکم میں غور کرتے ہیں تو اس سے صاف طور پر کھل جاتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ کہ اب دین کمال کو پہنچ گیا ہے اور دین کا کمال یہ ہے کہ قرب الٰہی حاصل ہو اور اعلیٰ ترین مقام قرب کا نبوت الٰہی ہے۔ سو وہ بھی اس دین پر پورے طور پر چلنے سے حاصل ہو جائیگی۔ اور خدا کی نعمت تم پر پوری کیجائے گی۔ جیسا کہ فرمایا ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین۔ یعنی جو شخص اللہ اور اسکے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اطاعت کرے گا وہ حسب دائرہ استعداد خود انبیار اور اصدقا اور شہدار و صلحا کی جماعت میں شامل ہو جائیگا۔ اور اگرچہ اس سے پہلے انبیار کی پوری اطاعت کرنے سے بھی قرب الٰہی حاصل ہو سکتا تھا مگر وہ صدیقیت سے زیادہ مرتبہ نہ ہوتا تھا۔ جیسا کہ والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم ۲۷/۱۹ سے ظاہر ہے مگر مقامات نبوت صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی پرنٹر و پبلشر ڈپرو پرائٹر کے چھپا)

رات اسی طرح چہل پہل سے گزر گئی۔ صبح ہوتے ہی لوگ بیقرار نظر آتے تھے کہ کب نو بجیں۔ لاہور کے احباب کی ہمت قابل داد تھی کہ وہ بڑی ہمت سے کام کر رہے تھے۔ بڑے بڑے معزز آدمی کاموں پر لگے ہوئے تھے مگر افسوس ہے تو یہ ہے کہ چند آدمی تھے جو کہ کام پر تھے اور باقی خالی نظر آتے تھے۔ کھانا کھا کر لوگ ۱۲ بجے ہی بریڈلا ہال کی طرف روانہ ہونے لگ ہو گئے

بریڈلا ہال جلد جلد بھر رہا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ۲۰ منٹ پہلے تشریف لے آئے اُسوقت قریباً ہال بھر چکا تھا۔

بہت سے احباب باہر سے آئے ہوئے تھے مثلاً فیروزپور۔ جہلم۔ امرتسر۔ بٹالہ پشاور۔ کپورتھلہ۔ قصور جہلم وغیرہ۔ سب سے پہلے ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری نے حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک نظم پڑھی۔ پھر چودھری ظفر اللہ خاں بی اے۔ بیرسٹر ایٹ لا امیر جماعت احمدیہ لاہور نے مکرم و معظم جناب خانصاحب ذوالفقار علیخاں صاحب کو پریزیڈنٹ تجویز کیا اور پبلک سے انکا انٹروڈیوس کرایا۔ اور بتایا کہ مسٹر محمد علی اور مسٹر شوکت علی صاحبان کے برادر اکبر ہیں۔

چودھری صاحب کی تقریر کے بعد خان صاحب کھڑے ہوئے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ انھوں نے اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا حضرت صاحب کے شاندار لیکچر کی نسبت ایک تقریر کی اور بتایا کہ مسٹر لائڈ جارج کوئی معمولی شخصیت کا انسان نہیں۔ پس آج جو شخص اسکے جواب کے لیے کھڑا ہوتا ہے۔ وہ بھی کوئی معمولی شخصیت نہیں رکھتا۔ بلکہ وہ دنیا بھر میں روحانیت کے عالم میں ایک ہی شخصیت والا انسان ہے

## خلاصہ تقریر حضرت صاحب

الحمد شریف پڑھکر اپنا لیکچر شروع فرمایا۔

الحمد للہ رب العلمین کے الفاظ کو تین دفعہ پڑھا پھر فرمایا کہ نبی تمام دنیا کی طرف سے اسلام پر حملے ہو رہے ہیں۔ لیکن مسلمان ان حملوں کا جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے ایک وقت تھا کہ نبی کریم کے زمانہ میں نبی کریم نے مسلمانوں کو مردم شماری کے لیے حکم دیا۔ جب مردم شماری ہوئی تو اُسوقت مسلمانوں کی تعداد صرف ۷۰۰ تھی۔ اس تعداد کو دیکھکر مسلمان بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اب تو ہم ۷۰۰ ہیں کیا کوئی ہمارا مقابلہ کر سکتا ہے؟۔ ایک یہ وقت تھا اور ایک یہ وقت ہے کہ نبی کریم کی طرف اور اسلام کیطرف منسوب ہونیوالے ۱۰ کروڑ ہیں۔ لیکن ان حملوں کو دیکھکر وہ تھر تھرا رہے ہیں

آج تک جس قدر حملے ہو رہے تھے وہ مذہبی دنیا کی طرف سے تھے۔ اور حملہ کرنے والے مذہبی آدمی تھے۔ لیکن اب یہ حملے سیاسی دنیا کی طرف سے بھی شروع ہو گئے ہیں۔ چنانچہ مسٹر لائڈ جارج وزیر انگلستان نے ایک اعلان کیا ہے کہ "آئندہ امن کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جائیگی۔

مسٹر لائڈ جارج کو مذہبی دنیا کا شہسوار نہیں بلکہ وہ ایک سیاسی دنیا کا مشہور اور مسلم شہسوار ہے جس کی شخصیت کو یورپ نے مان لیا ہے پس وہ کسی معمولی شخصیت کا آدمی نہیں ہے۔

اس اعلان کے ذریعے مسٹر لائڈ جارج نے ہمکو مخاطب کیا ہے۔ جبکہ اُنھوں نے ہمکو مخاطب کیا ہے تو اُن کا فرض ہے کہ وہ ہماری بات سنیں اور اُن کو سننی پڑے گی۔

میں ان کے اس مخاطب کرنے کو یہ سمجھتا ہوں کہ جیسے کوئی شکار خود بخود شکاری کے سامنے آجائے ایسی صورت میں وہ بچکر کہاں جا سکتا ہے۔ لوگ ان کے اس اعلان سے افسوس کرتے ہیں اور غمگین ہیں لیکن میرے نزدیک یہ کوئی افسوس کا مقام نہیں بلکہ خوشی کی بات ہے۔ یورپ کے لوگ اسلام کے متعلق بات تک سننی پسند نہیں کرتے تھے لیکن اب وہ مسٹر لائڈ جارج کے نام کی بدولت اسلام کی باتیں سنیں گے۔ پس یہ خوشی کی بات ہے کہ جو قوم ہماری بات تک سننی نہ چاہتی تھی اور نہ سننا پسند کرتی تھی۔ وہ اس ذریعے ہمارے جواب کو سنے گی۔

اسکے بعد مسٹر لائڈ جارج کا اعلان پڑھکر سنایا گیا۔

اعلان کے بعد فرمایا کہ میں دو باتیں بیان کروں گا۔

(۱) کیا مسیحیت دنیا میں امن قائم کر سکتی ہے؟

(۲) اگر مسیحیت نہیں قائم کر سکتی تو وہ کون مذہب ہے جو امن قائم کر سکتا ہے۔

ہمکو کسی مذہب کے ماننے والوں کی عملی حالت کیطرف نہیں جانا چاہیئے۔ سوال یہ ہے کہ قرآن نے کیا بتایا اور انجیل نے کیا بتایا۔ مسٹر لائڈ جارج نے دو باتیں کہیں ہیں ایک یہ کہ یہ مان لیا جائے کہ خدا باپ ہے کیونکہ جب سب مان لیں گے کہ خدا باپ ہے تو سب بھائی بھائی ہوئے۔ پس جب سب بھائی ہوئے تو آپس میں امن ہو جائیگا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا اس تعلیم کو صرف مسیحیت نے ہی پیش کیا ہے پھر اسکے لیے دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اگر کسی اپنے مذہب میں یہ عقیدہ موجود ہو۔ یا اس سے بہتر ہو کیا پھر بھی ضرورت ہے کہ انسان عیسائی ہو۔ پھر دوسرا سوال یہ ہے کہ مان لو کہ یہ عقیدہ اور کسی مذہب میں نہیں تو اب یہ دیکھنا ہے کہ کیا اس سے بہتر کوئی عقیدہ ہے یا نہیں۔

دنیا کے مختلف مذاہب کا یہی عقیدہ ہے کہ خدا باپ ہے سب سے پہلے ہم ہندو مذہب کو لیتے ہیں۔ ہندو قدیم زمانے میں ایک متمدن اور تہذیب یافتہ قوم تھی ان کی مشہور اور مقدس کتاب رگوید میں لکھا ہے "ای خدا تو ہمارا باپ ہے" ہندو مذہب قدیم تہذیب کا وارث ہے اور مسیحیت کی تاریخ کی مطابق حضرت مسیح سے گیارہ سو سال قبل

پس جب ایک متمدن اور تعلیم یافتہ قوم کا مسیحیت سے بھی گیارہ سو سال قبل کا یہ عقیدہ ہے تو اُن کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ اسکو چھوڑکر مسیحیت اختیار کریں۔

یہ تو میں نے ایک متمدن قوم کا حال بتایا ہے لیکن مغربی افریقہ میں بخنبو نام ایک قوم آباد ہے اُس کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ خدا باپ ہے جب ایک حبشی بھی یہی عقیدہ رکھتا ہے تو اُسکو کیا ضرورت پڑی ہے کہ اس کو چھوڑکر مسیحیت اختیار کرے۔ اسی طرح امریکہ میں ایک قوم ہے جو کہتی ہے کہ خدا باپ کا باپ ہے۔

کیا یہ ہوتا ہے کہ کسی کے گھر پانی ہو اور پھر وہ دوسرے سے مانگنے جائے۔ ایک دوسرا انگریز کہتا ہے کہ خدا کو صرف باپ نہیں ماننا بلکہ وہ دنیا کا نجات دہندہ ہے۔

اب اس عقیدے کی نسبت ہم دیکھتے ہیں کہ کسی اور جگہ ملتا ہے یا نہیں تو پہلے ہم ہندو دھرم کی طرف ہی آتے ہیں۔ وہاں یہ لکھا ہے کہ جب دنیا گناہ سے بھر جاتی ہے تو پرمیشر خود انسانی روپ میں آجاتے ہیں۔ اور سب سے بڑا جلوہ کرشن جی کے رنگ میں تھا۔ تو اب دیکھو ہندو مذہب میں کس طرح سے یہ عقیدہ داخل ہے کہ خدا خود انسانی شکل میں نجات دلوانے آتا ہے۔

پھر جب ہم غور کرتے ہیں تو ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ مسیحیت کا اپنا نہیں بلکہ دوسری اقوام سے لیا ہے۔ سیڈ ٹرے نین کے مشرقی کنارے پر ایک قوم آباد ہے جس کا یہی عقیدہ ہے اگر ان کی موجودگی میں دنیا میں امن قائم نہیں ہوا تو عیسائیت سے امن کس طرح قائم ہوگا۔ خدا کے باپ ہونے کا عقیدہ مسلمانوں میں کہیں نہیں ملتا۔ اس لیے مسٹر لائڈ جارج کل کو یہ کہیں گے کہ اے مسلمانوں تم میں تو یہ عقیدہ نہیں اس لیے تم تو اپنے مذہب کو چھوڑ دو۔ دوسرے چھوڑیں یا نہ چھوڑیں اب میں بتاتا ہوں اسلام کا کیا عقیدہ ہے۔ تمام مذاہب کے لوگ اس کو صرف باپ ہی نہیں مانتے بلکہ اس سے زیادہ بھی۔ چنانچہ اس کا ثبوت اس واقعہ سے مل سکتا ہے کہ جنگ بدر میں دشمنوں کو شکست ہوئی سخت گھبراہٹ کے وقت میں ایک عورت کا بچہ گم ہو گیا۔ وہ سخت گھبرائی ہوئی کبھی کسی بچے کے پاس جائے اور اس کو اٹھا کر چھاتی سے لگائے اور کبھی کسی بچے کے پاس جا کر اس کو اٹھائے اس کی اس گھبراہٹ اور محبت کو دیکھکر نبی کریم نے صحابہ کو بتایا کہ دیکھو خدا اس سے زیادہ اپنے بندوں سے محبت رکھتا ہے۔ اب یہ تجربہ شدہ بات ہے کہ ماں کی محبت باپ سے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ پس مسیحیت نے جہاں باپ کا رشتہ بتایا ہے اسلام نے وہاں ماں کی سی محبت بتائی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ اور ہارون کے واقعے میں ہارون ماں کا رشتہ ہی پیش کرتے ہیں

اب ہم نے دیکھنا ہے کہ اسلام نے اُسکے مقابلے میں کونسا بڑا لفظ رکھا ہے۔ عربی اور عبرانی دو بہنیں ہیں۔ عربی میں باپ کو اب کہتے ہیں۔ اور خدا کو رب انجیل نے اُسکو اب کرکے پیش کیا ہے قرآن نے رب کرکے۔ یہ ایک عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جیسے جیسے لفظ بڑھتے جاویں معانی بھی بڑھتے جاتے ہیں۔ جیسے تحریق۔ تحریص۔ قط۔ قطع پس اس قاعدے کے ماتحت رب بھی ہے لغت میں ربکے معنی ہیں پیدا کرنیوالا پھر اسکا نشو و نما کرنے والا۔

اب باپ کے تعلق کو دیکھو اول عارضی ہوتا ہے دوسرے ایک خواہش کے ماتحت ہوتا ہے خود اس کا دخل نہیں ہوتا۔ پس اسلام نے جو لفظ رکھا ہے۔ وہ عیسائیت سے فائق اور بالا رکھا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک کے پاس پیسہ ہو اور ایک کے پاس روپیہ ہے پس روپیہ والا بالا ہے کیونکہ اسکے پاس ۶۴ پیسے ہیں۔

اب دیکھو انجیل نے بھی رب کو اب سے بڑا قرار دیا ہے۔ انجیل میں مسیح کی صلیب کے واقعہ کا ذکر ہے۔ مسیح اسوقت ایلی ایلی لما سبقتانی کہکر دعا مانگتا ہے۔ انسان جب دکھ میں ہوتا ہے تو قریبی رشتہ بیان کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ اور ہارون کے واقعہ کو دیکھو۔ ہارون کہتے ہیں اے میری ماں کے بیٹے کیونکہ یہ بڑی محبت کا رشتہ ہوتا ہے۔ مسیح نے اس دردناک حالت میں اے باپ اے باپ نہیں کہا بلکہ اے میرے رب اے میرے رب کہکر خدا کو پکارا ہے پس خود مسیح کے قول سے معلوم ہوا کہ باپ سے بڑھکر رب کے لفظ میں محبت قائم ہوتی ہے

اب سوال یہ ہے کہ مسیحیت کی تعلیم سے امن قائم ہوتا ہے یا اسلام سے؟۔

مسیحیت میں سب سے بڑی تعلیم پیار کی رکھتے ہے اگر ہم مسیحیت کی تعلیم کو ناقص ثابت کردیں اور اپنی تعلیم کو کامل تو پھر مسٹر لائڈ جارج کو ہماری آواز پر لبیک کہنی ہوگی۔ یہ آواز کا مقابلہ ہے جس کی آواز اونچی نکل جائے گی۔ دوسرے کو اسکے سامنے خاموش ہونا پڑے گا۔

باقی پھر

## ہماری لنڈن میں مسجد

خدا کے فضل سے اور محض اس کے فضل سے ہمارے مبلغین نے لنڈن میں سوا لاکھ روپیہ کی زمین خریدی ہے جسمیں ایک مکان بھی بنا ہوا ہے۔ الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ

## مفتی صاحب امریکہ میں

مفتی صاحب جہاز پر سوار ہوکر امریکہ تشریف لے گئے۔ اب بہت جلد امریکہ پہنچ جانے والے ہیں۔ جب یہ اخبار آپ کے پاس پہنچے گا اسوقت وہ انشاء اللہ امریکہ میں جہاز سے اتر پڑے ہونگے۔ احباب انکی خیر و عافیت کے لئے دعا فرماویں۔

۲۵ فروری سنہ ۲۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیر و عافیت قادیان تشریف لے آئے

# تاریخ احمدیت



## مالابار میں

میں بتا چکا ہوں کہ سب انسپکٹر صاحب نے احمدیوں کو خود گاڑی میں سوار کرایا۔ اور عام ہجوم کو وہاں سے ہٹا دیا۔ اور یہ حکم دیا کہ جو شخص فساد کرے۔ یا فساد پر آمادہ ہو اُس کو گرفتار کر لو جب سب لوگ سوار ہو گئے تو آخری گاڑی میں اسی کو یا کُٹی برادر ای عبدالقادر صاحب بمع کنجی ممالی صاحب کے مہمانوں کو ٹکٹ لیکر دینے کے لیے گئے ۔۔۔۔۔۔۔ جب یہ گاڑی گھر کے قریب سے نکلکر سڑک پر گئی۔ ایک بدمعاش نے مٹی وغیرہ پھینکی اور گالیاں بھی دیں سای کو یا کُٹی صاحب گاڑی کھڑی کروا کر اُتر پڑے اور اُس کو پکڑ لیا۔ پیچھے پولیس انسپکٹر صاحب سائیکل پر آ رہے تھے اونھوں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اس شخص کی شرارت ہے۔ اُنھوں نے سائیکل سے اوتر کر اس کو بہت مارا۔ یہ گاڑی پھر اسٹیشن کی طرف روانہ ہوئی۔ لوگوں نے اس سزا کو آنکھوں سے دیکھ لیا۔ اور چشم زدن میں عام لوگوں کو خبر ہو گئی۔ ایک سناٹا سا چھا گیا لوگ بھاگ گئے۔ اور جدھر کسی کو راستہ ملا نکل گیا۔ جوش ٹھنڈے ہو گئے فتنہ خیریت سے ہو گیا۔ احمدیوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور غیر احمدیوں میں ماتم پڑ گیا !۔

ای عبدالقادر نے ایک خط حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کو آخیر اکتوبر ۱۹۱۵ء میں لکھا۔ اور اس میں اس واقعہ کی طرف بھی ان الفاظ میں اشارہ کیا میں ۱۹۱۲ء میں جب وطن گیا۔ تو تمام ملک کی حالت اس طلاطم دریا کی مانند تھی جیسا کہ جون جولائی طوفانی موسم میں۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخالفت کسطرح اُٹھی اور احمدیوں نے کیسے مقابلہ کیا۔

جنوری ۱۹۱۳ء میں غروہ رنگون چلے گئے۔

اس سال ویسے عام طور پر احمدیوں کو تکلیفیں دیتے رہے۔ لیکن کوئی بہت اہم واقعہ نہ ہوا اسی طرح ۱۹۱۴ء آ گیا اور اس سنہ میں حضرت خلیفۃ المسیح کی وفات نے پھر لوگوں کے دلوں کو ہلا دیا۔ مگر ساتھ ہی سب جماعت نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی بیعت کر لی۔

چونکہ خلیفۃ المسیح اول کی وفات خود ایک بڑا سخت صدمہ تھا اس لیے اس سال میں اور کوئی قابل ذکر واقعہ نہ ہوا۔ حتیٰ کہ سنہ پندرہ آ گیا۔ اور پھر نئے سرے سے تکالیف کا دروازہ کھل گیا ✤ (باقی آئندہ)

# قہرِ خدا کی تجلی

## نورِ حق کی تجلی

جناب مولانا مولوی ابو محمد سید محفوظ الحق صاحب علمی کے قلم سے

اخباروں میں یہ خبر گشت کر رہی ہے کہ فرخ آباد میں مولوی اصغر علی و مولوی اَثیر علی کے خلاف ایک جلسہ تکفیر منعقد ہوا جسکا صدر خود ایک کافر بلکہ مرتد یعنی محمد علی حال شانتی سروپ آریہ تھا ✤

کیا یہ اسلام کی ہتک کے لیے کم ہے کہ ایک آریہ کی صدارت میں اس غرض سے جلسہ منعقد ہو کہ ایک مسلمان کی بر سرِ بازار تکفیر کیجائے اور کافر کی صدارت کے ماتحت ہو کر ایک مسلمان کو کافر قرار دیا جائے ✤

یقیناً یقیناً یہ ایک قہرِ خدا کی بجلی ہے جو نام کے مسلمانوں پر گری۔ اور اس لیے گری کہ اُنھوں نے دین پاک کی حقیقت کو فراموش کر دیا۔ اور نورِ حق کی اس تجلی سے روگرداں ہوئے جو آج جوان کی تسلّی کے لیے محمدیت کی چادر اوڑھے ہوئے احمدیت کے لباس میں "مہدی و مسیح موعود" کے نام سے آج عالم میں جلوہ فرما ہے "میں بھی جسکا ایک پروانہ ہوں" مذکورہ بالا خبر کو پڑھکر احمدی جلوات کا نظارہ کرتے ہوئے یہ مستزاد عرض کرتا ہوں ✤

## مستزاد

کافر کی صدارت میں ہوا جلسۂ تکفیر
اللہ یہ کیا ہے
کرتے ہیں مسلمان بھی اسلام کی تحقیر
کیا ان کو ہوا ہے
موعود مسیحا کو وہ تسلیم جو کرتے
اسطرح نہ مرتے
پر وہ تو سمجھتے ہیں صداقت کو بھی تزویر
یہ قہرِ خدا ہے
دنیا میں اُنھیں پھولتے پھلتے نہیں دیکھا
پھوٹا ہے نصیبا
بڑھتی نہیں کچھ ان سے اب اسلام کی توقیر
یہ بھی کوئی بُرا ہے
شیدائے صداقت ہیں ہمیں حق پہ فدا ہیں
احمد کے گدا ہیں
ہے احمد موعود کی باتوں میں وہ تاثیر
دل چھین لیا ہے
ہو جاؤں میں سو جان سے اے جانِ تجلی
قربانِ تجلّے
ہو دل میں مرے مہدی مسعود کی تصویر
میری یہ دعا ہے

الحکم کے ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

خاتم الانبیا کی ہی پوری پیروی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی اکمال دین کیطرف اشارہ فرماتے ہیں۔ ملاحظہ ص۲ حقیقۃ الوحی [illegible] ہوا اسکی نظر محدود نہ تھی۔ اور اس کی عام غمخواری اور ہمدردی میں کچھ تصور نہ تھا۔ بلکہ کیا اعتبار زمان اور کیا اعتبار مکان اس کے نفس کے اندر کامل ہمدردی موجود تھی۔ اس لیے قدرت کی تجلیات کا پورا اور کامل حصہ اس کو ملا۔ اور وہ خاتم الانبیا بنے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اُس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملیگا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اُسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اُس کی امت کے لیے قیامت تک مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔ اور بجز اسکے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ (حکیم محمد الدین گجرانوالہ)

## کلام شہاب



فتح کرنا ہے زمانہ جن کو
وہ کوئی سو کے سحر کرتے ہیں
تجھپہ مرنا ہے حیات ابدی
تیرے مردے بھی کبھی مرتے ہیں
عشق بازی میں ہوس کا کیا کام
وہ عبث عشق کا دم بھرتے ہیں
بت ہوے رام تو ہمنے جانا
اپنے نالے بھی اثر کرتے ہیں

# ایک عظیم الشان عربی کالج کی بنیاد

خدا کے فضل سے [illegible] اور اس سال کیمے بعد دیگرے ہمارے قدم ترقی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ امریکہ میں مشن۔ لنڈن میں مسجد عراق عرب میں مشن کی خوشکن خبریں آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب یہ خبر آپ کو اور بھی خوش کرے گی کہ حضرت صاحب نے مدرسہ عالیہ احمدیہ کو آئندہ ایک عظیم الشان عربی کالج بنانے کا عزم فرمایا جس میں عربی اور انگریزی زبان کی اکٹھی تعلیم ہوگی خدا کے فضل سے یہ کالج ہماری قوم کے لیے اسلامی تمدن اور تہذیب کا درخت ثابت ہوگا۔ اگر خدا نے چاہا تو قوم میں ایک زندگی کی اور لہر پیدا کر دے گا۔

عربی زبان ام الالسنہ ہے یہی تمام مسلمانوں کی زبان ہے اس لیے اس زبان کو ترقی دینا دراصل اپنے آپکو ترقی دینا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو یہ کالج ہماری بہت سی ضرورتوں کو پورا کر دے گا۔

قوم کو ابھی سے تیار ہو جانا چاہیے کہ اس میں اپنے بچے بھیجیں۔ اور روپیہ سے مدد کریں۔

(باقی پھر)

## ناظر محکمہ تعلیم و تربیت قادیان کا مراسلہ

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب الحکم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ
قرآن شریف کے حکم کے ماتحت ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ اسکا حساب و کتاب باقاعدہ ہو قرض وغیرہ کا اگر معاملہ ہو تو پورے طور پر اطمینان کی صورت کر لی جاوے

فاکتبوہ صغیراً او کبیراً

کے ماتحت ضروری ہوتا ہے کہ تحریری طور پر پختہ انتظام ہو جاوے۔ لیکن ہمارے ملک میں۔ خاص طور پر مسلمانوں میں یہ بد رسم ہو گئی ہے کہ دل میں تو محسوس کرتے ہیں کہ رسید ملیں تو اچھا ہے لیکن بیجا شرم کے ماتحت رسید نہیں لیتے۔ جسکا نتیجہ بعد میں خطرناک ہوتا ہے اس لئے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپکو اور دوسروں کو ابتدا سے بچانے کیلئے جو کام کیا جاوے وہ پختہ اور پکا اور اطمینان دلانے والا ہو۔ تاکہ کسی کے دلمیں شیطان وسوسہ نہ ڈالے اس کے ساتھ ہی یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب کسی سے رسید مانگی جاوے تو بعض دفعہ یہ خیال کرتا ہے کہ مجھپر اعتبار نہیں کیا جاتا۔ وہ اپنے آپکو اللہ تعالےٰ کے حکم سے بالا سمجھتا ہے۔ حالانکہ وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ اور نہ سہی کم از کم یہ تو ضرور ہے کہ دوسرا بعض دفعہ کمزور دل ہوتا ہے۔ اس کے دلمیں یہ شیطانی وسوسہ گذر سکتا ہے۔ کہ ممکن ہے اسکو یہ روپیہ نہ ملے۔ پھر ان وسواسوں میں جو اور خرابیاں پیدا ہو سکتی ہیں وہ خیال میں آسکتی ہیں۔ اس کے ہی ضمن میں بعض دفعہ کسی شخص کے ذمہ جب کوئی روپیہ یا اور مالی کام سپرد ہوتا ہے۔ تو اس سے اگر حساب مانگا جاوے تو وہ برا مناتا ہے۔ یہ خیال کرتا ہے کہ گویا اسپر بدظنی کی گئی۔ حالانکہ یہ ایک اعلےٰ درجہ کی بات ہے۔ اخلاقی جرات کے علاوہ صفائی دل اور دیانتداری کا تقاضا ہوتا ہے۔ انسان ہمہ تن تیار ہو کر وہ ہر ایک شخص کو حساب دکھانے میں اپنے دلمیں تنگی نہ پاوے۔ اس لئے حضرت صاحب کے حکم کی ماتحت اس کو عام اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے کہ لوگ اسپر کاربند ہونیکی حتی الوسع کوشش کریں والسلام

ناظر تعلیم و تربیت

## حضرت کے لیکچر

جیسے ہال میں زیر نگرانی مارٹن ہسٹار یکل ایسوسی ایشن حضرت کی عظیم الشان تقریر نہایت خیر و خوبی سے ہو گئی اسیطرح ۲۲ر فروری کو امرت سر میں حضرت کا عظیم الشان لیکچر خیر و خوبی سے ہو گیا پولیس کا انتظام اچھا تھا۔ بعض شریروں نے شرارت کرنی چاہی مگر ناکام رہے

مفصل پھر

## دیگر اقوام کی جدوجہد

میں نے آجکل لاہور سے آریہ ڈائرکٹری منگوائی ہے جس سے یہ بخوبی پتہ چل سکتا ہے کہ دنیا کے اندر یہ قوم کس قدر جدوجہد کر رہی ہے ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں آریہ سماج کی کل تعداد ۲ لاکھ ۴۳ ہزار تھی ۔ آریہ سماج موجودہ شکل میں ۱۸۷۵ء میں ظاہر ہوئی اسوقت تک آریہ سماج نے جو کام کیا اس کا اندازہ آپ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ مبلغ جو ان کی طرف سے کام کر رہے ہیں وہ ۱۷۵ ہیں ۔جنمیں سے ۶۰ تنخواہ دار مبلغ ہیں ۔ ۴۰ بھجنک ہیں ۔ اور ۷۰ مفت کام کرنے والے مبلغ ہیں اس چھوٹی سی قوم کیطرف سے ۴۰ اخبارات نکلتے ہیں ۔جنکی اشاعت ۲۰ ہزار ہے ۔

اے خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنے والی زندہ قوم دیکھ یہ اس جماعت کا کام ہے ۔جو کہ تیرے مقابل میں اپنی کسی حالت کا مقابلہ نہیں کر سکتی ان کے مبلغوں کی تعداد ۔ ان کے زندگی وقف کرنیوالوں کی تعداد ۔ اور اپنی طرف ۔ پھر اس مقابلے میں آپ ہی تجھے معلوم ہوگا کہ دنیا کی قومیں کیا رہی ہیں ۔ اس عرصہ میں ستیارتھ پرکاش صرف ایک زبان ۱۳ دفعہ چھپ چکی ہے اور دیگر زبانوں کو ملا کر سوا لاکھ کاپی چھپ چکی ہیں ۔

مگر دیکھو کہ ہم نے ایک ترجمۃ القرآن انگریزی کا ایک پارہ شائع کیا ابتدا میں ہمنے بڑا جوش دکھایا لیکن اب آپ ہم میں سے ہر ایک شخص یہ دیکھ سکتا ہے کہ اسنے کس قدر کام کیا اور کیا کر رہا ہے ۔

دوستو ! دنیا کی قومیں بیدار ہوکر بہت کچھ کر رہی ہیں لیکن ہم ابھی تک اپنے مزے کے ساتھ آہستہ آہستہ کام کر رہے ہیں ۔بیشک خدا کے وعدہ ہیں اور بڑے سچے وعدے ہیں ۔ لیکن جب خدا تعالیٰ دیکھتا ہے کہ طبائع ابھی تیار نہیں ہوئی ہیں ۔ انعام بہت پیچھے جا پڑتے ہیں بنی اسرائیل کے زمانہ کو یاد کرو ۔ خدا نے کسقدر وعدے کئے تھے ۔ ارض مقدسہ آخر ان کی سستیوں کی وجہ سے بہت پیچھے چلی گئی ۔ کیا ہمارے امام کے ساتھ خدا کے وعدے نہیں ؟ کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" غور کرو کہ یہ وعدے کیوں لمبے ہو گئے ۔ ہماری سستیوں کی وجہ سے ۔ اٹھو اور دیکھو کہ آپ نے ارسیشن میں چند انجمنیں قائم کیں ۔ لیکن دیکھو آریہ سماج کی طرف سے اسی علاقہ میں ۴۴ پرتی ندھی سبھائیں قائم ہیں ۔ جن کا ہیڈ آفس پورٹ لوئیس ہے ۔کل آریہ سماجیں اسوقت تک ۱۲۰۰ کھل چکی ہیں اور دن بدن کھل رہی ہیں پس اے زندہ جماعت دیکھ کہ دنیا میں قوموں کی جدوجہد کس رنگ میں ہے پس میں تجھکو فاستبقوا الخیرات کی طرف توجہ دلاتا ہوں +



## سچا الہام

### از الحکم سنہ ۱۹۰۴ء

سچا الہام جو خالص خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے مندرجہ ذیل علامتیں اپنے ساتھ رکھتا ہے پس یہ ایک معیار ہے اُن ملہموں کے الہامات کی شناخت کا جو دعوے الہام کرتے ہوں +

### اول

وہ اسحالت میں ہوتا ہے کہ جب انسان کا دل آتش درد سے گداز ہوکر مصفا پانی کی طرح خدا تعالےٰ کی طرف بہتا ہے ۔

### دوم

سچا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نا معلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کیطرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اُس کی عبارت صحیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے ۔

### سوم

سچے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے ۔ اور دل پر اُس سے سخت دھکا لگتا ہے ~~ ~~ اور دل پر اُس سے ٹھوکر لگتی ہے اور قوت رعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے ۔مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے ۔کیونکہ شیطان مخنث چور اور عورت ہے +

### چہارم

سچا الہام دن بدن انسان کو نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے ۔

### پنجم

خدا تعالیٰ کا الہام اُسکی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے ۔ ضرور ہے کہ اسمیں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری ہو جائیں +

### ششم

سچے الہام پر انسان کی اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پاتا ہے اور اُس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے +

### ہفتم

سچا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے ۔ وہ نہایت ہی حلیم ہے جس کی طرف توجہ کرتا ہے اُس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکالمت اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ میں کبھی فطرت کا زمانہ بھی آجاتا ہے +

### ہشتم

سچے الہام کا انسان کبھی بزدل نہیں ہوتا۔ اور کسی مدعی الہام کے مقابلہ سے اگرچہ وہ کیسا ہی مخالف ہو نہیں ڈرتا۔ جانتا ہے کہ میرے ساتھ میرا خدا ہے اور وہ اس کو ذلت کے ساتھ شکست دیگا۔

### نہم ۹

سچے الہام کے ساتھ اور بھی بہت سی برکتیں ہوتی ہیں۔ اور کلیم اللہ کو غیب سے عزت دیجاتی ہے اور رعب عطا کیا ہے ؛

### دہم ۱۰

سچا الہام اکثر علوم اور معارف کے جاننے کا ذریعہ ہوتا ہے کیونکہ خدا اپنے ملہم کو بے علم اور جاہل رکھنا نہیں چاہتا۔



## مسئلہ نبوت مسیح موعود علیہ السلام

### ۱۹ نومبر ۱۹۰۱ء کی ڈائری

مولوی محمد احسن صاحب امروہی غالباً اس ڈائری کو بھول گئے ہونگے وہ اس کو غور سے پڑھوا کر سنیں اور اسی طرح تمام منکران نبوت مسیح موعود ؑ بھی اس پر ٹھنڈے دل سے غور کریں ؛ (محمود اکمل)

حضرت اقدس حسب معمول سیر کو نکلے احباب ساتھ تھے۔ مولانا مولوی جناب سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی نے عرض کیا کہ حافظ محمد یوسف صاحب کا ایک خط آیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں نے سنا ہے اس میں نبوت کا دعویٰ مرزا صاحب نے کیا ہے تم اب مقلد ہو گئے۔ اس لیے تم سے ملاقات کرنی نہیں چاہتا۔ یہ گویا اس کا رُقعہ تھا۔

حضرت اقدس نے فرمایا۔ اس خط کا جواب مفصل اُن کو لکھدیا جائے تاکہ تبلیغ ہو جاوے فرمایا کہ تعجب کی بات ہے کہ لوگ ایسے دعوے جدید کہتے ہیں براہین میں ایسے الہامات موجود ہیں۔ جنمیں نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ چنانچہ **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ** اور **جری اللہ فی حلل الانبیاء** اسپر غور نہیں کرتے۔ اور پھر افسوس یہ نہیں سمجھتے کہ ختم نبوت کی مہر مسیح اسرائیلی کے آنے سے ٹوٹتی ہے یا خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے۔ ختم نبوت کا انکار وہ لوگ کرتے ہیں۔ جو مسیح اسرائیلی کو آسمان سے اتارتے ہیں ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پُرانا نبی۔ بلکہ خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے۔ اور وہ خود ہی آئے ہیں۔ کیا اگر ایک شیشہ میں حافظ صاحب اپنی تصویر دیکھیں تو عورتوں کو پردہ کر لینا چاہیئے کہ یہ کون غیر محرم گھس آیا آپ اُن کو خوب مفصل اور واضح خط لکھیں۔ پھر سلسلہ کلام میں فرمایا انبیاء علیہم السلام کے آنے کے وقت لوگوں کے حالات دو قسم کے ہوتے ہیں۔ وہ استعارات کو حقیقت پر محمول کرنا چاہتے ہیں۔ اور حقیقت کو استعارہ بنانا چاہتے ہیں۔ یہی مصیبت اب ان کو پیش آئی ہے یہ کوئی ایسا دجال دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس کی آنکھ اور حقیقت باہر نکلی ہوئی ہو۔ اور پورے ستر گز کا اس کا گدھا ہو۔ اور آسمان سے حضرت عیسیٰ کبوتر کی طرح منڈلاتے ہوئے اُتریں۔ یہ کبھی ہونا ہی نہ تھا۔ یہودیوں کو بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہی مصیبت پیش آئی۔ وہ یہی سمجھے بیٹھے تھے کہ مسیح سے پہلے جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے آسمان سے ایلیا اُترے گا۔ چنانچہ جب مسیح آیا تو انھوں نے یہی اعتراض کیا۔ مگر مسیح نے جواب میں اس کے یہی کہا کہ ایلیا آچکا۔ اور وہ یہی یحییٰ بن ذکریا ہے۔ یہودی سمجھتے تھے کہ خود ایلیا آئے گا۔ اس لیے وہ منکر ہو گئے۔ چنانچہ ایک یہودی کی کتاب میں نے منگوائی تھی۔ اسمیں وہ صاف لکھتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ ہم سے مواخذہ کرے گا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب کھول کر رکھدینگے کہ اس میں تو صاف لکھا ہوا ہے کہ ایلیا پہلے آسمان سے آئیگا۔ اور یہ کہاں لکھا ہے کہ وہ یحییٰ ہی ہو گا۔ اب ہمارا دعویٰ تو خود حضرت مسیح کی ہائی کورٹ سے فیصلہ ہو گیا کہ جس کے دوبارہ آنے کا وعدہ ہوتا ہے اس کی آمد ثانی کا یہ رنگ ہوتا ہے کہ اس کی خو بو اور خواص پر کوئی دوسرا آتا ہے۔ یہی دھوکہ اور غلطی ہمارے علماء کو لگی ہے۔ یہ اصل میں ایک استعارہ ہے۔ جسکو انھوں نے حقیقت پر حمل کر لیا ہے ایسا ہی دجال اور اُسکے دیگر لوازمات کو حقیقت بنایا

عیسائیوں نے بھی دھوکا کھایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے بعد فار قلیط کے آنے کی پیشگوئی کی تھی۔ عیسائیوں نے اس سے روح القدس مراد لی۔ حالانکہ اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مراد تھے۔ یہ لفظ فار قلیط۔ فارق اور لیط سے مرکب ہے لیط شیطان کو کہتے ہیں۔

غرض یہ بڑی خطرناک غلطی ہے جو انبیاء علیہم السلام کی بعثت کے وقت لوگ کھاتے ہیں کہ استعارات کو حقیقت پر اور حقیقت کو استعارات پر محمول کر لیتے ہیں ؛ (الحکم نمبر ۴۴ جلد ۵ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

---

## ہمارا نو مسلم بھائی

مسٹر جارج عبد اللہ مرے صاحب جنکا مضمون الفضل میں چھپ چکا ہے۔ عیسائیت کے خلاف بہت جوش رکھتے ہیں۔ حال ہی میں انہوں نے ایک نظم انگریزی میں حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی شان میں لکھی ہے۔ اسکا ترجمہ الحکم میں شائع کر دیا جائیگا۔

# حقیقی خوشی

از جناب مولوی محفوظ الحق صاحب علمی احمدی

(۱) خوشی اور حقیقی خوشی وہی ہے جو خدا کی طرف سے آتی ہے جس کی بنا خدا کا فضل ہوتا ہے۔ جو دل کو زندہ اور جان کو تازہ بناتی ہے۔ خدا کی ذات مسرتوں کا سرچشمہ اور ہر ایک شادمانی و بہتری کا منبع ہے اس کا فضل اور صرف اسکا فضل انسان کیلیے حقیقی خوشی ہے۔ خود حضرت رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے

قل بفضل اللہ و برحمتہٖ فبذالک فلیفرحوا هو خیر مما یجمعون

ای انسانو! خدا کے فضل و رحمت پر خوشیاں مناؤ۔ یہ خوشیاں کرنا تمام ذخیروں اور خزانوں سے بہتر ہے

(۲) آج دنیا میں تمام قومیں طرح طرح کے افکار میں مبتلا اور قسم قسم کے رنج والم میں گرفتار ہیں جنگ یورپ سے اگر یورپ میں ایک آگ سی لگی ہوئی تھی تو آج گھر گھر اضطراب۔ گھبراہٹ بےچینی۔ پریشانی۔ حیرانی۔ غم واندوہ کے خیمے لگے ہوئے ہیں۔ اور آسمان اپنے زور آور حملوں سے خفتگانِ تغافل کو کچھ سمجھانے کے لیے کچلنا۔ اور پیسنا چاہتا ہے۔ وہ حیران ہیں ششدر ہیں۔ نہیں سمجھتے اب کیا کریں۔ دلوں پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے ہیں۔ روحیں مضطر ہیں۔ چہرے اوداس ہیں دنیا کی ساری قومیں کم وبیش اس گرداب اضطراب میں ہیں +

(۳) مگر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ تو ای احمدی قوم دنیا میں حقیقی خوشی کو اپنے پہلو میں لیے ہوئے ہے۔ تو خدا کی برگزیدہ قوم ہے۔ تو مبارک ہے کہ تو نے خدا کے تمام سچے مرسلین کو سچے دل سے قبول کیا ہے۔ بیشک بے شک تجھے اور صرف تجھے آج حقیقی خوشی حاصل ہے۔

# مگر

جہاں حقیقی خوشی کی لہر تیرے اندر ہے وہاں یہ بھی واقعہ ہے کہ تجھے انتہائے غم واندوہ بھی ہے کہ کتنے عزیز اور کسقدر بھائی بھولے بھٹکے۔ گمراہی کی خاردار پہاڑیوں میں پھنسے ہوئے پڑے ہیں " خدا کیواسطے جلدی کر۔ اور بھائیوں کی دستگیری کے لیے بڑھ۔ خدا نے تجھ پر ان کی دستگیری فرض کی ہے۔ سعی کر اور کوشش سے کام لے کہ اندوہ غم کا پہلو دب جائے۔ اور حقیقی خوشی کا دنیا میں دور دورہ ہو۔ اور دائمی مسرت کے لیے دروازہ کھولا جائے۔ کوئی شک نہیں کہ تو نے جس نور سے روشنی حاصل کی ہے۔ وہ خدا کا نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور۔ عین مسرت اور سراپا سرور تھا +

(۴) میں تو یہی کہتا ہوں کہ ای امام موعود۔ ای مہدی مسعود (علیک السلام اللہ) ہم تیرے ہی بیمار رہیں کہ اسی میں شفا ہے۔ تیرے ہی گرفتار رہیں کہ اسی میں رہائی ہے

محبتِ تو دوائے ہزار بیماریست
بروئے تو کہ رہائی دریں گرفتاریست

خدا سب کو تیری محبت میں سرشار کر دے کیونکہ دنیا کے لیے غم واندوہ سے رہائی پانے کا یہی راستہ ہے۔ سچ ہے اور بالکل سچ ہے

خرابِ بادۂ لعلِ تو ہوشیار انند
اسیرِ حلقۂ زلفِ تو رستگار انند

# الحکم اور میں

چیف ایڈیٹر کے قلم سے

(۱)

الحکم کے ساتھ میرا ایک غیر منفک تعلق ہے۔ لیکن کچھ عرصہ سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے ہیں کہ میں الحکم کے ذریعہ وہ خدمت نہیں کر سکا۔ جو میری زندگی کا مشن اور نصب العین تھی۔ میں اسباب کے ماتحت اس حالت پر مجبور تو ہوں۔ مگر خوش نہیں ہوں میری قلبی کیفیت کے اظہار کا ذریعہ کوئی نہیں الفاظ اس تصویر کے لیے کافی نہیں +

(۲)

خدا کا شکر ہے۔ اور بےحد شکر ہے کہ اسنے اپنے فضل و رحم سے عزیز مکرم (شیخ) محمود احمد صاحب کو توفیق دی کہ وہ اسی کام کو جو اس کے باپ نے ایک خاص تحریک پر (جس کو وہ ہمیشہ منجانب اللہ تحریک سمجھتا رہا ہے) شروع کیا تھا۔ بتیس سال کے عرصہ دراز کے بعد اپنے ہاتھ میں لے۔ اور جوش و اخلاص سے کرے اللھم زد فزد۔ میری خوش نصیبی اس سے بڑھکر کیا ہوگی کہ

میرا بچہ خدمت دین کے لیے کمربستہ ہے

(۳)

نئے ایڈیٹر صاحب نے اپنی فیاضی سے مجھکو چیف ایڈیٹر کا خطاب مرحمت فرمایا ہے مگر میں اسکو پسند کرتا ہوں کہ اب الحکم کی پیشانی پر آئندہ

ایڈیٹرز { یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
ابن یعقوب محمود احمد

لکھا جایا کرے۔

(۴)

میں نے اپنے نام کیساتھ عرفانی کا لفظ خود تجویز نہیں کیا۔ تمنا دل کے طور پر اس کو میں نے حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی خلیفہ ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس ارشاد سے لیا ہے جو آپنے اس سال کے سالانہ جلسہ پر الحکم کے ایڈیٹر کا ذکر کرتے ہوئے ذرہ نوازی اور حسن ظن کے طور پر فرمایا کہ "یہ استقلال بجز عرفان کے حاصل نہیں ہوتا" میرے پاس اصل الفاظ نہیں۔ مفہوم میں نے عرض کیا ہے۔ اسلیے کیا عجب کہ اولوالعزم کے مونہہ کے الفاظ مولیٰ کریم پورے کر دے۔ میں نے اپنے نام کے ساتھ عرفانی کا اضافہ

نغادلی کے طور پر کرلیا ہے۔ احباب مجھے اسی نام سے پکاریں۔ اپنے آقا کے مونھ سے نکلی ہوئی بات کو دنیا کے ہزارہا اعزازات پر قربان کردینا بہت آسان ہے احباب دعا بھی کریں۔ کہ

مقام عرفان اب مل ہی جائے

(۴)

میں یہ تکلف سے نہیں کہتا۔ امر واقعہ کے طور پر کہتا ہوں کہ کیا الحکم کا ایک خادم ہونے کی حیثیت میں میرے کچھ بھی حقوق تم پر نہیں؟ اگر ہیں اور ضرور ہیں تو دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مونھ سے نکلے ہوئے الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے

**حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بازو کو قائم رکھو**

یہ تمھارے لیے انشاء اللہ برکت کی چیز ہوگا جماعت کی نہایت خطرناک راستوں میں اس کو خدا تعالیٰ نے صحیح رہنمائی کا مقام عنایت فرمایا پس اس کی اعانت کرکے تم خسارہ نہ رہوگے۔

(۵)

محض اس خیال سے کہ خودنمائی نہ سمجھی جاوے میں نے اس امر کا کبھی ذکر نہیں کیا۔ لیکن آج یہ سمجھ کر کہ اس کو مخفی رکھنا بھی معصیت ہے۔ میں تمکو بتانا چاہتا ہوں کہ

**الحکم آیت اللہ ہے**

ایک نشان ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انجام مقدمات کے متعلق جو پیشگوئی ہے اس میں الحکم داخل تھا۔ کیونکہ دشمن کیطرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر مقدمہ تھا اور الحکم کیطرف سے دشمن پر دائر تھا۔ جس میں ملزمین کو ایسی سزا ہوئی کہ ابدالآباد تک یادگار رہجائے گی۔ پس اس عظیم الشان فتح میں الحکم بھی ایک فاتح تھا۔ اور وہ خدا کا نشان تھا۔ اسلیے اس کے قیام کیلیے کوشش کرنا گویا سلسلہ کے ایک نشان کو زندہ رکھنا ہے۔

(۶)

الحکم کے مستقل اخراجات کیلیے اڑھائی سو روپیہ ماہوار کی ضرورت ہے۔ سلسلہ کی ایک سو اخبیر اگر تیس روپیہ سالانہ الحکم کو دیں تو یہ رقم پوری ہوسکتی ہے۔ اگر یہ اعانت الحکم کو ملجائے۔ تو میں الحکم کو خدا کے فضل سے نہایت شاندار حالت میں ایک مفید جریدہ کی صورت میں چلانے کا انتظام کرسکتا ہوں۔ الحکم کے بعض پرانے مخلص احباب ہیں اونھوں نے ہمیشہ الحکم کے لیے اپنی مالی قربانی سے دریغ نہیں کیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ الحکم کے لیے ۔۔۔

۔۔۔۔۔۔ اپنی ملی قربانی سے دریغ نہیں کیا میں امید کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ کیلیے اس اپیل بازی کے سلسلہ کو بند کرنے کے قابل بنانے کی فکر کریں۔

آج سے الحکم میں اسکے لیے ایک مستقل فنڈ اعانت الحکم کے نام سے کھولا جاتا ہے۔ اور میں اس کو اپنے کرم مخدوم خانصاحب مولوی غلام محمد صاحب نیو اسسٹنٹ گلگت کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ جنھوں نے ایک مرتبہ میری تحریک پر الحکم کی اعانت کے لیے دس روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا تھا۔ اور ایک عرصہ تک دیتے رہے اب بھی وہ یقیناً دینگے۔

اسکے بعد ایک بزرگ کا نام لکھتا ہوں اونھوں نے میری کسی تحریک کے بغیر پانچ روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کیا ہے دراصل مجھکو اس تحریک کی تحریک انھیں سے ہوئی ہے۔ پس میں اعانت الحکم کے مستقل فنڈ کے نام سے آج ایک کالم کھولتا ہوں جو رقوم احباب اپنے ذمہ لینگے وہ درج ہوتی رہیں گی جسوقت اڑھائی سو روپیہ ماہوار کی یہ رقم پوری ہوجائے گی یہ کالم بند کردیا جائے گا۔ احباب بزرگ لسیار کا خیال نہ کریں اسلیے یہ امر اخلاص و صدق کی راہ میں کچھ چیز نہیں انکو حضرت مسیح موعود کا یہ شعر یاد رکھنا چاہیے ؎

اگرچہ داری مقدرت ہم عزم تا امیدات دیں
لطف کن ما را نظر براندک و بسیار نیست

# مستقل فنڈ اعانت الحکم

(۱) خانصاحب مولوی غلام محمد خانصاحب نیو اسسٹنٹ پولیٹیکل کمپنی گلگت — عـہ ماہوار

(۲) سیٹھ عبد اللہ بھائی الہ دین سکندرآباد دکن) — صہ ״

(۳) صاحبزادہ سید حمید رضوی جنرل بلڈنگ کنٹرکٹر بمبئی — صہ ״

مطلوبہ ۲۵۰ — باقی

(۷)

میرا ایک لیکچر خلافت صدیق جائنٹ ایڈیٹر صاحب شائع کیا ہے یہ میرے اس لیکچر کے نوٹس ہیں۔ جو بمبئی میں ایک خاص موقعہ پر ۱۹۱۷ء میں دیا گیا تھا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے نہ صرف مقبول ہوا۔ بلکہ بمبئی مشن کا یہ ایک بنیادی پتھر ہوگیا تھا۔ میں آئندہ ہفتہ سے مستقل طور پر الحکم میں لکھوں گا و باللہ التوفیق۔ ناظرین آنیوالے ہفتہ میں میرا مضمون پڑھیں۔

(۸)

الحکم کی ترتیب میں بہت سے نقص اور فروگذاشتیں میں محسوس کرتا ہوں رفتہ رفتہ ان کی اصلاح کی طرف بھی توجہ کروں گا۔ یہ سب امور اخراجات کو چاہتے ہیں۔ احباب اس سے اپنے خادم کو مستغنی کردیں۔ اور دعا سے بھی کام لیں۔

**خاکسار یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر**

## اخبار اکٹھے

فروری کے مہینے میں کچھ پریس کی مشکلات کی وجہ سے کچھ حضرت کے سفر کی وجہ سے چاروں پرچے اکٹھے شائع ہوتے ہیں۔

امید ہے کہ احباب اس غلطی کو معاف فرمائینگے۔

# حضرت خلیفۃ المسیح لاہور میں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بروح القدس نے ۱۴ فروری سنہ ۱۹۲۰ء کو لاہور میں طبی معائنہ کے لیے جانے کا عزم فرمایا تھا۔ اُدھر مارٹن ہسٹاریکل سوسائٹی نے آپ کو ایک تاریخی لیکچر کے لیے کئی دفعہ عرض کیا تھا جس کو آپ نے منظور فرمالیا۔ اودھر ان ہی دنوں میں مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان کا ایک پیغام ہندوستان میں آیا۔ کہ آئندہ امن کی بنیاد عیسائی مذہب پر رکھی جاویگی یہ خدا کا برگزیدہ خلیفہ اس موقع کو کسطرح ضائع کر دیتا۔ پس آپ نے اس وقت کو غنیمت سمجھ کر آپ نے پسند کیا کہ اس عنوان پر ایک لیکچر دیں۔ — لاہور کی جماعت کے امیر کو حضرت کی آمد کی اطلاع مل چکی تھی۔ مگر وہ کسی ضروری کام کے لیے گوجرانوالہ میں تشریف لیگئے تھے۔ اس لیے وہاں سے کوئی اطلاع قادیان میں نہ آئی۔ ۱۳ تاریخ تک جب اطلاع نہ ملی تو حضرت کے منشا کے ماتحت ناظر صیغہ اشاعت نے مجھ خاکسار شیخ محمود احمد کو لاہور جانے کے لیے کہا اور کچھ ہدایات بھی دیں میں ۱۳ کی رات کو روانہ ہوا۔ صبح اسٹیشن ماسٹر صاحب بابو روشن دین صاحب سے ملا۔ (جو کہ ہمارے سلسلہ کے مخلص ممبر ہیں) نہایت ہی اخلاص سے پیش آئے +

بٹالے کیطرف سے دعوت پیش ہوئی تھی حضرت نے اس دعوت کو منظور فرمالیا تھا۔ میں نے اس کی منظوری کا علم دیا۔ بابو صاحب کو بہت خوشی ہوئی۔

حضرت کی غذا کچھ عجیب قسم کی ہے۔ چاول آپ بہت کم کھاتے ہیں اور غذا بہت سادی اور کم کھاتے ہیں۔

روٹی کے لیے خاص یہ ہدایت تھی کہ آٹا موٹا ہو اور چھنا ہوا نہ ہو۔

آج لوگ عمدہ سے عمدہ کھانے کھا کر خدا کا شکر نہیں کرتے۔ لیکن آؤ دیکھو کہ وہ شخص جو ایک اتنی بڑی جماعت کا امام اور اتنی بڑی ذمہ داریوں کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہے۔ دنیاوی کاموں کیطرف اس کی طبیعت بالکل نہیں جاتی۔ یہ کھانے انکی غذا نہیں بلکہ کچھ اور ہی چیز ہے جس کی وجہ سے وہ زندہ ہے۔ غرض میں اُن کے پیغام کو لیکر لاہور روانہ ہوا۔ لاہور میں چودھری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور سے ملکر اُن کو ہدایات دینی تھیں۔ مگر چودھری صاحب موصوف وہاں نہ تھے۔ آخر میں انکی جگہ جناب قریشی صاحب اور شیخ عبدالحمید صاحب سے ملا۔ دونوں صاحبان نے کہا کہ سب انتظام ابھی ہو جاتا ہے کچھ کام شروع ہے چنانچہ وہ پہلا اشتہار جو مطبع میں تیار کیا ہوا حسب ذیل تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہ
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

## لیکچر

کیا دنیا کے امن و امان کی بنیاد عیسائیت پر رکھی جاسکتی ہے یا اسلام پر؟

## وزیر اعظم انگلستان کے اعلان کا علمی ابطال!

دنیا کا امن و امان صرف اسلام سے وابستہ ہے

مسٹر لائڈ جارج وزیر اعظم انگلستان نے جو اعلان نئے سال کے آغاز میں سلطنت برطانیہ سے تعلق رکھنے والے افراد اور اقوام کو مخاطب کر کے شائع کیا تھا جس میں صاحب موصوف نے یہ بتایا تھا۔ کہ چونکہ آئندہ دنیا کے اندر امن و امان کی بنیاد صرف عیسائیت کے اصول پر رکھی جاسکتی ہے اسلیئے تمام اہالیان سلطنت برطانیہ کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ان اصول کی اشاعت کر کے دنیا میں امن کی بنیاد ڈالیں +

اس اعلان کے متعلق

### جناب حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قادیانی

خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ

امام جماعت احمدیہ

بریڈلا ہال لاہور میں ۱۵ فروری سنہ ۱۹۲۰ء بروز اتوار بوقت ۲ بجے بعد دوپہر تقریر فرمادینگے!

اور عقلی و نقلی دلائل سے ثابت کر دیا جائے گا کہ

### وزیر اعظم کا یہ خیال محض غلط اور باطل ہے

بلکہ اگر کوئی چیز دنیا میں امن و امان قائم رکھ سکتی ہے تو وہ صرف **اسلام** ہے۔ اور عیسائیت کے اصول ہرگز اس قابل نہیں کہ ایک لمحہ کے واسطے بھی دنیا میں امن قائم رکھ سکیں + پبلک سے التماس ہے کہ وقت مقررہ پر تشریف لا کر مستفید ہوں +

المشتہر

**ظفر اللہ خان** بی اے

ایل ایل بی بیرسٹر ایٹ لا۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور

---

نماز جمعہ قریشی صاحب نے پڑھائی۔ اور خطبہ میں آپ نے

حضرت کی آمد اور خدمت کی پرجوش تحریک کی۔ ناظر محمد قریشی صاحب و شیخ عبدالحمید صاحب۔ منشی محبوب عالم صاحب۔ منشی عبدالحی صاحب سید دلاور شاہ صاحب بڑے جوش سے کام پر لگ گئے۔ اور کمر ہمت باندھ لی۔ ایک رات درمیان تھی۔ کام بہت زیادہ تھا۔ مگر ان پرجوش اور اخلاص احمدیوں نے اسی رات میں سب کچھ کر دیا۔

احمدیہ ہوسٹل میں حضرت صاحب اور دیگر احباب کے ٹھہرنے کا انتظام تھا۔ تمام طلبا جو مدرسوں کے طلبا نہ تھے بلکہ کالجوں کے طلبا تھے۔ اپنے ہاتھوں سے صفائی میں لگے ہوئے تھے ایک شوق تھا۔ ایک دھن تھی جو ان کو کام پر لگائے ہوئی تھی۔ شام کے پانچ چھ بجے اشتہار چھپا۔ احمدیہ ہوسٹل کے طلبا جو کہ صبح سے صفائی میں مشغول تھے رات بھر شہر میں اشتہار لگاتے پھرے۔ رات کے ۳ بجے تک ۲۰۔۲۵ طلبا نے سارے لاہور میں اشتہار آویزاں کر دیئے ✤

میں رات کی گاڑی سے اس ارادہ سے لاہور سے بٹالہ کو واپس آیا کہ حضرت کو اس انتظام سے اطلاع دوں ✤

میں جب بٹالہ میں آیا تو میں نے دیکھا کہ بٹالے کے اسٹیشن پر ایک خاص قسم کی رونق ہے حضرت ایک ویٹنگ روم میں اور دوسرے احباب دوسرے میں بہت سے دوست ایک ریزرو گاڑی میں بستر لگائے ہوئے تھے ویٹنگ روموں میں یا کسی اور جگہ ذرا بھی آرام کرنے کے لیے جگہ کی گنجائش نہ تھی۔ تاہم مجھے دیکھتے ہی اکثر احباب نے جو کہ جاگ رہے تھے نہایت مہربانی سے اپنے پاس سونے کے لیے کہا میں تھوڑی دیر کے لیے وہاں لیٹ گیا۔ لیکن آنکھوں میں نیند نہ تھی۔ اور اکثر احباب کو اسی طرح ہی سے پایا۔ اس رات کی ہوئی ان تمام احمدیوں کی جو حضرت صاحب کے ساتھ تھے۔ جماعت بٹالہ کی سپرد تھی۔ بٹالہ کی جماعت میں منشی عبدالکریم صاحب میری معرفی کے محتاج نہیں۔ بابو روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر بٹالہ جو کہ نہایت ہی نیک اور مخلص بزرگ ہیں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ بابو روشن دین صاحب سے قبل بٹالے سٹیشن پر اکثر احمدیوں کو تکلیف رہتی تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان تمام تکلیفوں کو بابو صاحب کے وجود سے دور کر دیا۔ حضرت صاحب کی آمد کی بابو صاحب کو بہت ہی خوشی تھی۔ اور دعوت وغیرہ میں ان ہی کا زیادہ تر حصہ تھا ان کو سلسلے کی تبلیغ کا بہت بڑا جوش ہے۔ اسی جوش کی وجہ سے اور اُن کے نیک نمونے کی وجہ سے خدا نے اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر صاحب کو بھی سلسلے احمدی کی طرف رہنمائی کی۔ یہ ایک نہایت ہی نیک فال تھا۔ جو حضرت اقدس کے پہلے قدم پر ہی ظاہر ہوا۔ فجر کی نماز حضرت اقدس نے پڑھائی اس کے بعد خاکسار نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر لاہور کے حالات سنائے۔ جب سنا چکا تو میں اٹھکر اس ریزرو گاڑی میں جا بیٹھا جس میں دیگر دوست پہلے سے سوار تھے۔

## حضرت کا بچوں سے پیار

جب میں سوار ہو چکا۔ اور بیٹھ گیا تو مجھے ایک آواز آئی کہ تمھیں حضرت صاحب بلاتے ہیں (یہاں یہ یاد رہے کہ ان ہی دنوں میں مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے طلبا سرکل ٹورنامنٹ پر لاہور گئے ہوئے تھے۔ حضرت کو اس خبر کی وجہ سے بہت بیقراری تھی) چنانچہ جب مجھے طلب فرمایا تو آپنے اسی بچے کی نسبت استفسار فرمایا۔ اس واقعہ سے میرے احباب کو یہ امر بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ حضرت خلیفۃ المسیح سلسلے کے بچوں کی نسبت کس قدر خیال رکھتے ہیں اور کس قدر پیار رکھتے ہیں۔ چنانچہ لاہور پہنچ جانے کے بعد بھی آپنے اس خصوصیت کا ذکر کیا۔ اور ماسٹر نواب الدین صاحب سے دریافت فرماتے رہے اور پھر ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کو خاص طور سے بلا کر اس کی نسبت کچھ فرمایا۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ سلسلے کے بچوں کے لیے آپکے دل میں کیا تڑپ ہے۔ میں اپنے مضمون میں بہت آگے نکل گیا۔ غرض گاڑی بٹالے کے اسٹیشن پر آئی اور سٹیشن والوں کی طرف سے گاڑی کے نیچے پٹاخے رکھے گئے۔ اور ان پٹاخوں کے ذریعہ سلامی گزاری گئی۔ بٹالے کے لوگوں نے نہایت ہی اچھی مہمانی کی اور تمام احباب کو مع حضرت خلیفۃ المسیح گاڑی میں سوار کرا کر خدا حافظ کہا۔ غرض وہاں سے گاڑی چلکر جب امرتسر کے سٹیشن پر پہنچی۔ تو امرتسر کی جماعت حضرت خلیفۃ المسیح کی زیارت کیلئے اسٹشن پر موجود تھی اُنھوں نے حضرت صاحب اور دیگر تمام دوستوں کو چائے اور باقر خانی کی دعوت دی جس کو تمام دوستوں نے نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ ہاں میں بھول گیا۔ ہمارے مکرم و معظم بزرگ خانصاحب ذوالفقار علیخاں صاحب کا وہ نمونہ قابل تقلید تھا جو آپنے عام لوگوں کو دکھایا۔ آپ نہایت سادگی کے ساتھ تھرڈ کلاس کے کمرے میں سوار تھے اور نہایت ہی خوشی اور مسرت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے یہ اسلیے نہیں تھا کہ وہ فسٹ اور سیکنڈ کلاس میں سفر نہیں کر سکتے تھے بلکہ وہ اس محبت کی وجہ سے جو آپ کو تمام احمدیوں سے ہے اسی کمرے میں تشریف فرما تھے۔ غرض امرتسر کے دوستوں نے نہایت ہی عمدگی کے ساتھ تمام دوستوں کی خاطر و مدارات کی۔ گاڑی امرتسر سے روانہ ہو کر جب لاہور کے اسٹشن پر پہنچی تو اسٹیشن کے اوپر جماعت کی طرف سے کوئی شخص نظر نہ آیا۔ لیکن چند ہی منٹوں کے بعد دیکھا کہ لاہور کی جماعت کے تمام افراد بڑے زور سے بھاگتے ہوئے نظر آئے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کو غلط پلیٹ فارم کا پتہ دیا گیا تھا جس کی وجہ سے ان کو یہ دوڑنے بھاگنے کی تکلیف ہوئی۔ جب حضرت صاحب گاڑی کے باہر جلوہ افروز ہوئے۔ تو وہ کیا ہی عجیب نظارہ تھا۔ گاڑی کا دروازہ کھلا۔ گویا یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان پر سے بادل پھٹ گئے اور ان کے درمیان میں سے نہایت ہی آب و تاب اور شان و شوکت اور جاہ و جلال کے ساتھ بدر منیر یا شمس الضحیٰ طلوع ہوا ہے۔ بعینہ اچانک ریل کے دروازے کا

کھلتا تھا اور اس میں سے حسن و احسان کے مبارک اور مقدس وجود کا جلوہ افروز ہونا وہی منظر دکھا رہا تھا یا یوں سمجھئے۔ کہ اچانک ایک بہت بڑی شمع لاہور کے اسٹیشن پر ظاہر ہو گئی۔ جس پر فدا ہونے کے لیے اس قدر پروانے جمع ہو گئے تھے۔ اسٹیشن کے اکثر ملازمین بھی میزوں اور بنچوں پر کھڑے ہو کر اس عظیم الشان انسان کی زیارت سے مشرف ہو رہے تھے۔ حضرت صاحب کو ان بیشمار پروانوں میں ایک قدم بھی چلنا مشکل ہو رہا تھا۔ جب آپ سیڑھیوں کے اوپر چڑھنے لگے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا تو انسان ہیں۔ جو ایک مضبوط رسے سے بندھے ہوئے ہیں اور سب یکساتھ حرکت کرتے ہیں۔ انسانوں کا وہ ایک ریلا تھا جو ایک جگہ سے دوسری جگہ ان کو پھینک دیتا تھا یا یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ سمندر جس کی لہریں ایک طرف سے چڑھ رہیں تھیں اور دوسری طرف اتر رہی تھیں۔ حضرت کے لیے اسٹیشن پر موٹر گاڑی کھڑی تھی اور دیگر تمام احباب کے لیے جماعت لاہور کی طرف سے تانگوں اور ٹمٹموں کا انتظام تھا۔ سب کے سب ان میں سوار ہو کر مکلوڈ روڈ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں احمدیہ ہوسٹل واقع ہے۔ ہوسٹل دیال سنگھ کالج کے پاس مغرب کی سمت پر بنا ہوا ہے جنوب مشرقی کونے پر حضرت خلیفۃ المسیح کے قیام کے لیے دو کمرے تیار کیے گئے تھے۔ ایک کمرہ آپ کی نشست کے لیے اور دوسرا آرام فرمانے کیلیے [illegible]۔ اس کمرے میں آپ کے ساتھ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کی چارپائی بچھائی گئی۔ بعض احباب کے لیے مشرقی سمت پر خیمے کھڑے کیے گئے۔ ان میں بعض احباب کو چارپائیاں دیکر اتار دیا گیا۔ حضرت صاحب نے اپنے کمرے میں تشریف رکھنے کے ساتھ ہی فرمایا کہ مسجد کہاں ہے۔ اسمیں بیٹھینگے۔ آپ اس کمرے میں سے نکل کر مسجد کی طرف تشریف لائے۔ ہوسٹل کے کمروں میں سے ایک کمرہ مسجد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جسوقت حضرت صاحب دروازے پر تشریف لیگئے اُسوقت پورے طور سے اُس میں چٹائیاں بچھی نہ تھیں۔ کیونکہ انتظام کی وجہ سے اس کو ابھی اچھی طرح سے صاف کر رہے تھے۔ اسوقت تک حضور باہر ہی دروازے پر کھڑے رہے۔ جبتک کہ وہاں پر صفیں وغیرہ بچھا دی گئیں۔ حضرت صاحب نہایت سادگی کے ساتھ نیچی نظریں کیے ہوئے تشریف فرما ہو گئے۔ خدام ارد گرد حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے۔ بعض لوگ آتے اور مصافحہ کرتے۔ اسی اثناء میں قریبًا پندرہ منٹ گزرے تھے کہ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ لاہور نے احباب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ کہ چونکہ حضور ابھی تشریف لائے ہیں اور سفر کی تھکان ہے اسلیے حضور کو آرام کرنے دو جس پر تمام خدام اٹھ گئے اور حضرت صاحب اپنے کمرے میں تشریف لیگئے۔

**ظہر کی نماز** ظہر کی نماز حضرت نے خود پڑھائی نمازیوں کی تعداد خاصی تھی نماز کوٹھی کے صحن میں ہوئی اور نماز کے بعد آپ جلوہ افروز ہو گئے۔ خدا کی نصرت آکر آپکے مصافحے کرنے لگی۔ چار آدمیوں نے بیعت کی دیر تک آپ جلوہ فرما رہے دو جنٹلمین آ گئے پیشگوئیوں کی نسبت واقفیت حاصل کرتے رہے حضرت نے عصر تک ان سے گفتگو فرمائی۔ غرض یہ جو تھکان اور کوفت کا دن تھا۔ خدا کے اس بہادر نے وہ بھی کام کرتے ہی گزار دیا۔

جب کمرے میں تشریف لیگئے تو اخبار وغیرہ پڑھنے شروع کر دیئے۔ شام کیوقت ایک اور اشتہار چھپ کر آ گیا جسکا عنوان.... "انگلستان میں اسلام تھا۔ جو میں ناظرین کی واقفیت کے لیے درج کرتا ہوں ✦

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## انگلستان میں اسلام

### ایک اور ہندو بیرسٹر کا اسلام

ناظرین مسٹر محمد ساگر چند صاحب بیرسٹر کے اسلام لانے کا حال سن چکے ہوں گے۔ ولایت کی تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ایک ہندو بیرسٹر صاحب جو کئی یورپین زبانوں کے عالم ہیں انگلستان میں ہی رہتے ہیں احمدی مبلغین کے ہاتھ مشرف باسلام ہو گئے مفتی محمد صادق احمدی مبلغ کے نام پر اُن کا نام صادق رکھا گیا ہے۔ اسی طرح چند اور معزز انگریز مرد اور خواتین کے اسلام لانے کی خبر آئی ہے۔ اور

## يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا

### کا نظارہ



عنقریب نظر آنیوالا ہے۔ مفتی محمد صادق صاحب کو امام جماعت احمدیہ نے تبلیغ اسلام کے لیے امریکہ روانہ کر دیا ہے۔ اور وہ غالبًا اُسوقت تک وہاں پہنچکر اپنے کام میں مشغول ہوں گے۔ اسی طرح تمام بڑا عظموں میں اسلام پر امن کی بنیاد رکھدی گئی ہے۔ جس سے تھوڑے ہی دنوں میں دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ امن عالم صرف اسلام کے ذریعہ قایم کیا جاسکتا ہے۔

## دنیا میں امن کسطرح قایم ہوسکتا ہے؟

اس پر وزیر اعظم صاحب کے اعلان کے جواب میں حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ

بتاریخ ۱۵ فروری ۱۹۲۰ء بروز اتوار بوقت ۳ بجے بعد دوپہر بریڈلا ہال میں تقریر فرمائینگے۔

المشتھر

**ظفر اللہ خاں بی اے ایل ایل بی**

**بیرسٹر ایٹ لا امیر جماعت احمدیہ**